چند سوالات اور ان کے جوابات

حضرت العلام مولانا ثناء اللہ مدنی لاہور

سوال: ایک لڑکی کی شادی شدہ ہمشیرہ امریکہ میں مقیم ہے۔ ان کا اپنا سٹور ہے جہاں پر لاٹری نکالی جاتی ہے۔ جب اس کی ہمشیرہ آئی تو اس کیلئے اشیائے ضرورت اور نقدی لے کر آئی۔ یہ لڑکی دینی علوم سے بہرہ ور ہے۔ لہذا اس نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور چیزیں ونقدی لینے سے انکار کیا۔ لیکن اس کی ہمشیرہ زبردستی اسے یہ اشیاء دے گئی، اس کا دل یہ چیزیں ونقدی وغیرہ استعمال کرنے کو نہیں مانتا، وہ ان اشیاء کا کیا کرے؟ کیا کسی مستحق کو دے دے؟

جواب: جوئے کا کاروبار کرنا چونکہ شرعاً حرام ہے لہذا اس مال کے تحائف بھی قبول نہیں کرنے چاہئیں۔ صحیح حدیث میں ہے: (إن الله طيب لايقبل الإطيباً) یعنی اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول کرتا ہے، دوسری روایت میں ہے: (لايقبل الله إلا الطيب) یعنی: ''اللہ پاک ہی قبول کرتا ہے۔''

جب یہ مال بامر مجبوری آپ کے ہاتھ لگ گیا ہے تو اسے اپنے استعمال میں مت لائیں اور نہ کسی مباح مصرف میں اس کو خرچ کریں۔ ہاں البتہ اگر کسی پر ظلم کی چٹی پڑ گئی ہے یا کوئی سودی رقم کا مقروض ہو تو یہ اشیاء اس کو دیں شاید کہ اس کے ذریعے مظلوم کو ظالم کے ظلم سے نجات مل جائے۔

سوال: کیا گورنمنٹ ملازم کی آمدنی حلال نہیں؟ اب گورنمنٹ ملازمین کو ادائیگی بینک کے ذریعے کرتی ہے، میں نے سنا ہے کہ یہ آمدنی صحیح نہیں کیونکہ بینک میں سودی کاروبار ہوتا ہے؟ جب کہ میرا خیال ہے کہ جو انسان محنت سے کام کر کے تنخواہ وصول کرے اس کی آمدنی حلال ہوگی۔

جواب: گورنمنٹ ملازم حکومت سے استحقاق وصول کرے چاہے وہ بینک کیوں نہ ہو۔ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ مختار ثقفی جیسے حرام خور کے تحفے تحائف قبول کر لیتے تھے۔ اس بناء پر کہ مسلمانوں کے بیت المال میں ان کا بھی حق ہے۔ اسی طرح ایک ملازم بھی حکومت سے حق خدمت بطریق اولیٰ وصول کر سکتا ہے۔ مجرم وہ لوگ ہیں جو سودی معاملات میں ملوث ہیں اور اسکی ترویج وترقی کیلئے کوشاں ہیں۔ أعاذنا الله منها.

سوال: تعویذ کے بارے میں ایک گروپ کا خیال ہے کہ اس کے پہننے کے بارے میں سخت وعید آئی ہے

جبکہ دوسرے گروپ کا خیال ہے کہ علاج کیلئے تعویذ پہننا درست ہے بشرطیکہ شرکیہ نہ ہو؟

جواب: تعویذ کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں میرا ایک تفصیلی فتویٰ الاعتصام میں شائع ہو چکا ہے۔ جس کا ماحاصل یہ ہے کہ کتاب وسنت کے نصوص پر مبنی تعویذ کے بعض اہل علم جواز کے قائل ہیں لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ثابت شدہ دم جھاڑ پر اکتفا کی جائے جس طرح کہ متعدد صحیح احادیث میں اس کا جواز مصرح ہے۔

سوال: ایک خاتون جب حاملہ ہوئی تو اس کی ساس نندوں کا اصرار تھا کہ وہ تیسرے مہینے میں تعویذ پہن لے تاکہ کسی بھی قسم کے وار سے بچاؤ ہو جائے نیز ان سب کے ہاں ہی تقریباً بچے فوت ہوئے، تعویذ پہننے پر ہی زندہ بچے۔ خاتون نے تعویذ پہننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اپنے رب پر متوکل تھی ویسے وہ نظر بد کی دعائیں، آیۃ الکرسی، چاروں قل وغیرہ پڑھ کر دم کر لیتی، اب اس کے ہاں بیٹا ہوا لیکن اللہ کی قدرت کہ وہ پیدائش سے دو دن قبل وفات پا چکا تھا۔ اب ساس اور نندوں کو موقع ہاتھ آ گیا کہ ہم کہتی رہیں لیکن تم نے تعویذ نہیں پہنا اب نتیجہ دیکھ لیا۔ اب وقتاً فوقتاً اسے آمادہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب وہ خاتون متذبذب ہے کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ پہلے بھی اسے اپنے رب پر بھروسہ تھا وہ بیٹے کی وفات کو رب کی طرف سے آزمائش سمجھ کر اس پر صابر ہے۔ اب بھی اسے رب پر بھروسہ ہے لیکن ذہن کسی وقت پریشان ہو جاتا ہے اور دل میں وسوسے آنے لگتے ہیں، اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیا رب سے استقامت کی دعا مانگنا چاہئے؟

جواب: ایمانیات کے اجزاء میں سے اہم ترین جزء یہ ہے کہ آدمی کا یہ عقیدہ ہو (ماشاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن) یعنی: ''کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ کی مشیت ہو اور جو وہ نہ چاہے اس کا وجود ناممکن اور محال ہے۔'' بنیادی طور پر ایک مومن کا ایمان ہونا چاہئے کہ دم جھاڑ وغیرہ میں مؤثر صرف خالق حقیقی ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے جو معجزات ظہور پذیر ہوئے یا نیک صالحین سے جو کرامات کا صدور ہے ان میں تاثیر پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے۔ اس امر کی واضح مثال قرآن میں قصہ موسیٰ علیہ السلام ہے۔ جب ان کے سامنے لاٹھی کا سانپ بنا تو گھبرا کر دوڑنے لگے اگر وہ مؤثر خود ہوتے تو خوفزدہ ہونے اور بھاگنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کچھ اس طرح کا معاملہ تعویذ اور دم جھاڑ کا ہے۔ ان پر توکل کے بجائے نفع ونقصان میں اعتماد صرف ذات باری تعالیٰ پر ہونا چاہئے۔

﴿وإن یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ إلا ھو وإن یمسسک بخیر فھو علی کل شیئ قدیر﴾ (سورۃ الانعام:۱۷) ترجمہ: ''اور اگر اللہ کوئی سختی پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (اور راحت) عطا فرمائے تو (کوئی اس کو روکنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔